

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ کوڑہ خٹک

خاندان کے سربراہ کی ذمہ داریاں

تربیت اولاد کا اہتمام صدقہ جاریہ والے اعمال اور جوابدہی کے مرحلے

بچپن میں نماز کا اہتمام والدین کی ذمہ داریاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. وأمر اهلك بالصلاة واصطبر عليها لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوى.
ترجمہ: حکم کراپے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے رزق ہم تم کو دیتے ہیں اور بہتر انجام تقویٰ (پرہیز گاری) کا ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ مروا اولادكم بالصلاة وهم ابنا سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابنا عشر سنين (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر دین عاصؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے بچے کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نہ پڑھنے پر ان کو مارو۔
زمانہء لا شعور میں اولاد کی تربیت:

محترم حضرات! اولاد کے حقوق کے ذیل میں گزشتہ مواعظ میں عرض کر چکا ہوں کہ اولاد کو ایک صالح اسلامی اور باکردار گھرانے اور معاشرہ کا ایک اچھا انسان اور مثالی مسلمان بنانے کی ابتداء والدین کو کرنی ہے، بچپن ہی سے ان کی ذہنی پاکیزگی کی نشوونما و ارتقاء کے مراحل میں بے پناہ احتیاط و حزم کی ضرورت ہے۔ ذرا سی بے اعتنائی سے اولاد کا مستقبل تاریک ہو کر گمراہی کی وادی میں بھٹک کر پھر اصلاح کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ اس کی زبان پر سب سے پہلے رب العزت کے مبارک نام اللہ کے ورد کا اہتمام کرنا بھی انتہائی اہم ہے۔ کان میں آذان و اقامت اللہ کی بہترین صفات انبیاء کی عظمت سے بھرے نام رکھنے، ابتدائی کلمات زبان پر باری تعالیٰ کے یہ تمام امور پیدائش کے ساتھ ہی اسی لئے عمل پیر اور ہادی کی تلقین سے کہ اس غنیمت پر غور فرمائیے اور اپنی اسلامی تربیت کی کچھ چھاپ

اس کے ذہن پر نقش ہو جائے۔

نماز کی اہمیت:

اسلام کی عمارت جو پانچ ستون پر قائم ہے ان میں سب سے پہلے کلمہ شہادہ ہے جس کے بارے میں گزشتہ جمعہ کو ابن عباسؓ کی روایت کے ضمن میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو سب سے پہلے ”لا الہ الا اللہ“ کا کلمہ سکھاؤ۔ دوسرا اہم ستون نماز ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس: شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں) اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔ دنیا کے عمارت کی بقاء اور استحکام کا دار و مدار اس کے ستونوں کی مضبوطی پر ہوتا ہے، اگر ستون کمزور اور ناقص میٹرل سے بنے ہوں تو تمام بلڈنگ کے انہدام اور گرنے کا ہر وقت امکان رہتا ہے۔ اور پھر نماز تو اسلام کی عمارت کا ایسا رکن ہے۔

اولین پرستش نماز بود:

قیامت کے روز جب ہر فرد کے نامہ اعمال پیش ہو کر حقوق اللہ کا محاسبہ ہوگا تو سب سے پہلے نماز کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ رحمۃ دو عالم ﷺ کا فرمان ہے:

اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ الصلوۃ فان صلحت صلح سائر عملہ وان فسد فسد سائر عملہ (رواہ طبرانی)

ترجمہ: ”سب سے پہلے قیامت کے روز (اللہ کے حقوق میں) نماز کا حساب ہوگا۔ اگر نماز درست نکلی تو تمام اعمال درست ہوں گے اگر نماز (درست نہ نکلی) خراب رہی تو تمام اعمال خراب ہوں گے۔“

روزِ محشر کہ جان گزاد بود قیامت کے سخت ترین روز جو کہ ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اولین پرستش نماز بود اس میں سب سے پہلے نماز کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

ترک صلوٰۃ گناہ کبیرہ ہے:

ایک مسلمان تب حقیقی مسلمان کہلانے کا مستحق ہے کہ وہ نماز کی پابندی کرے، اس عبادت میں مرد و عورت، مالدار، غریب، دنیاوی مراتب عالیہ پر فائز شخص اور ایک عام مسلمان خواہ دنیا کے شمال میں ہو یا جنوب میں مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ دن میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہے، یہی حد تک بعض فقہاء نے ارشاد نبوی ﷺ کے ظاہری الفاظ کہ

”من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر“ جس نے قصداً نماز ترک کر دی اس نے کفر کو اختیار کر لیا کے بموجب بلاعذر قصداً نماز نہ پڑھنے والے کو کافر قرار دیا ہے، گویا مرتد ہو کر واجب القتل ٹھہرا۔ اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافر تو نہیں مگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا ضرور ہے۔ ایسے شخص کو جیل میں اس وقت تک ڈالا جائے جب تک نمازی نہ ہو یا موت بھی جیل میں ایسی بے نمازی حالت میں آجائے اسے کافر کہنے کی وجہ غالباً یہ کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ نماز کا پابند ہوتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتے۔

نماز مؤمن کی پہچان ہے: سید الانبیاء کا ارشاد ہے:

الفرق بین المؤمن والكفر ترک الصلوۃ ومن ترک الصلوۃ متعمداً یفضی الی الکفر۔ ترجمہ: ”آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مؤمن اور کافر کے درمیان فرق (حد فاضل) نماز ہے اور جس مسلمان نے (قصداً بلاعذر) نماز چھوڑ دیا وہ کفر کے قریب ہو چکا۔“

گویا مؤمن کی پہچان اور کفار سے امتیاز نماز کے ذریعہ ہوتا ہے۔ شوقی قسمت کہ آج ایک اسلامی مملکت میں جہاں غلبہ اور اکثریت اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والوں کی ہوتی ہے شکل و صورت میں اسوہ پیغمبری ﷺ کی اتباع کرنے کی بجائے پورا حلیہ لباس وہی اختیار کیا جا رہا ہے جو غیر مسلموں کا ہوتا ہے۔ بڑے شہروں میں جہاں مسلمان کے علاوہ ہندو عیسائی، یہودیوں وغیرہ کی آمد و رفت، کاروباری مراکز وغیرہ میں اختلاط رہتا ہے اگر کوئی نووارد مسلمان کسی بازار میں کسی غیر مسلم سے امتیاز کرنا چاہے تو ظاہر شکل و صورت اور لباس کی خراش تراش ایک جیسی ہونے کی وجہ سے فرق کرنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے البتہ ایک ہی فرق کا ذریعہ باقی رہتا ہے کہ مسلمانوں کی عبادت گاہ یعنی مسجد سے جب ”حسی علی الصلوۃ اور حسی علی الفلاح“ کی صدا گونجتی ہے تو اسلامی عقیدہ رکھنے والا اللہ کے گھر کی طرف بھاگتا ہے اور غیر مسلم کفر کی وجہ سے مسجد کا رخ نہیں کرتے۔ اب اگر اپنے آپ کو جنت کا حقدار اور دین کے احکامات پر عملداری کا نام و نہاد دعویدار مسجد سے فلاح اور صلاح کیلئے بلانے کی آواز پر کوئی توجہ ہی نہ دے تو اسی مقام پر ایک غیر مسلم اور اسی زبانی کلامی مسلمان کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے۔ انتہائی افسوس اور لمحہ فکریہ تو یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو یہود و عیسائیوں کے لباس میں ملبوس دیکھ کر کہا جائے کہ تمہیں غیر مسلموں کے شعار کو اپنانے کی بجائے اپنے نبی ﷺ کے لباس، انداز کو اپنانا چاہیے تو پشیمانی اور ندامت کی بجائے فوراً کہہ دیگا کہ دین و ایمان کا لباس اور شکل و صورت سے کیا تعلق ہے۔ اپنے اسلامی تشخص کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرنے میں بھی کوئی شرم و عار محسوس نہیں ہوتی۔ انسان جب ان حدود کو پھلانگ دیتا ہے کہ غلطی کا احساس و اعتراف نہ رہے تو پھر نہ اصلاح کی کوئی صورت ممکن ہوتی ہے اور نہ پھر توبہ کی توفیق۔ ظاہری حالت بھی جب ایسی ہو جائے اور پھر ستم بالائے ستم کہ جو بد نصیب نماز جے ”الصلوۃ معراج المومنین“ جیسے اعلیٰ ترین مقام پر نماز گزار گماں نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو عملِ صالح میں غرور و اطمینان سے بھلا اس شخص کا انجام

کیا ہوگا۔

تارک صلوٰۃ کا انجام: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

وعن ابن عباس قال ان رسول الله قال من ترك الصلوة لقي الله وهو عليه غضبان (رواہ المزاز)
ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز ترک کر دی وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوگا۔ جس سے اللہ ناراض ہو اور اللہ کے علاوہ تمام مخلوقات راضی ہوں اللہ کے عذاب سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ جس سے تمام انس و جن ناخوش ہوں مگر مالک کون و مکان رب المشرقین والمغربین کی خوشنودی حاصل ہوا اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں ذلت و رسوائی سے دور چار کر سکتی ہے

قرآن کی تلاوت دعا کی قبولیت:

ہاں یہاں ایک اہم بات ذکر کرنا بھول چکا ہوں کہ بچہ کی زبان پر جب اللہ کا پاک نام جاری ہو اور وہ باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کیلئے دہلیز پر قدم رکھنے کے قابل ہو تو اس کیلئے باقاعدہ ناظرہ اور پھر کلام مجید فرقان حمید کی تلاوت اور کلمات اصول و قواعد کے مطابق سیکھنے کا بندوبست کرنا والدین کی ایسی ذمہ داری ہے جس سے صرف نظر کرنا ایک مسلمان کی شان ہی نہیں۔ قرآن کے سیکھنے کا بہترین زمانہ بچپن ہے نہ زیادہ خواہشات کی حرص اور نہ مہموم و غموم کا جمع ہونا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ سرپرست جو زمانہ عدم بلوغ سے اس فرض کی ادائیگی کے طرف متوجہ ہو کر نہ صرف اولاد بلکہ اپنے لئے آخرت کا بہترین ذخیرہ تیار کر لیں۔ یہی ذخیرہ دعوات کے قبولیت کا سبب بن کر نجات اخروی و دنیوی کا ذخیرہ بن سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ان لقارئ القرآن دعوة مستجابة فان شاء صاحبها

عجلها في الدنيا وان شاء اخرها الى الآخرة.

ترجمہ: ”تحقیق قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کیلئے ایک ایسی دعا (مقدر کی گئی ہے) جو (ہر حال میں) قبول کی جاتی ہے۔ پس دعا مانگنے والا چاہے تو جلدی کر کے اس کے انعامات کو دنیا ہی میں مانگ لے اور اگر چاہے اس کو آخرت تک مؤخر کر دے۔“

ایک حرف پر دس نیکیاں:

معلوم ہوا کہ ختم قرآن کے موقع پر صدق دل سے مانگی گئی دعا کا قبول ہونا تو ضروری ہے اس کا دار و مدار اب دعا مانگنے والے پر ہے کہ قیامت کے آفات و مصائب سے بچنے کا طلبگار ہے اور دعا میں یہی نیت کی تو انہی مصائب مشکلات سے محفوظ رہے گا اور اگر آخرت میں بخل کے حصول کا خواہش مند ہے تو دعا میں بخل کی حصول کی شکل میں قبول

ہوگی قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیوں کے ملنے کی حضور نے امت کو خوشخبری فرمائی۔

عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرء حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنة والحسنة بعشر امثالہا لا اقول (الم) حرف الف حرف ولام ، حرف و میم ، حرف (رواہ الترمذی) ترجمہ: عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کلام اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کیلئے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے۔ (یہ ایک نیکی) دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ ”الف“ ایک حرف ہے ”لام“ ایک حرف ہے ”میم“ ایک حرف ہے۔

محترم حاضرین! اس رحم و کریم ذات سے ہم اور آپ سب قربان ہو جائیں اس کے شان کریمانہ و رحمانہ کا اندازہ اس حدیث سے لگائیں کہ قرآن کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں اور صرف ”الم“ پر کم از کم تیس اجور ملنے کا وعدہ ہے۔ اور اگر ایک برائی جس کا صرف ارادہ نہیں بلکہ عملی طور پر ارتکاب کیا جائے تو صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ وہ بھی جو فرشتہ برائیوں کے لکھنے پر مامور کافی دیر لکھتا نہیں بلکہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ شخص اپنی غلطی کا اعتراف کر کے دل سے توبہ تاب ہو جائے تو نامہ اعمال میں لکھنے کی نوبت بھی نہیں رہتی۔ علماء و طلباء جانتے ہیں کہ حروف مقطعات میں سے ”الم“ ایسا لفظ ہے جسکے حقیقی معنی اور مفہوم کو جاننے سے انسان قاصر ہے۔ علماء و مفسرین جو مفہوم بیان کرتے ہیں وہ احتمالات کی حد تک ہیں ان الفاظ کا حقیقی مفہوم واللہ اعلم بمرادہ کے مطابق رب کائنات ہی کو معلوم ہے تو جب ایسے لفظ جس کے اصلی معنی سے ایک قاری ناواقف ہے پر کم از کم تیس درجات ملتے ہیں تو ان حروف مقطعات کے علاوہ باقی قرآن جو قاری ان کے معانی، مفہوم سے واقف ہو اس کو تلاوت و قرآن پڑھنے پر اجر و ثواب کا احاطہ کرنا بھی مشکل ہے اتنا تو معلوم ہوا کہ اگر بغیر معنی جانے کوئی مسلمان تلاوت قرآن کرتا رہے وہ بھی حصول ثواب سے محروم نہ ہوگا۔

ختم قرآن ساڑھے تین لاکھ نیکیاں:

بہر حال کتنا ہے خوش بخت وہ شخص جسے اللہ نے قرآن سیکھنے کی توفیق بخشی وہ دن رات کے کسی حصہ میں اس نعمت عظمیٰ سے مالا مال ہونے کیلئے باقاعدہ تلاوت کر کے اس عمل کو اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے قرآن کے ختم پر اس نے قریباً ساڑھے تین لاکھ حروف کو پڑھا۔ مذکورہ حدیث کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیاں اور اگر کا مستحق ہو کر مجموعہ کروڑوں اجور کو پہنچ جاتا ہے۔ اس قاری اور تلاوت کرنے پر یہ درجات صرف اس وجہ سے مل رہے ہیں کہ اس کے والدین نے اس کو یہ اہم حق دلا کر قرآن پڑھنے والا بنادیا۔ تو جو مرتبہ مقام اس کو ملنے والا ہے اس میں اس کے یہ نیک بخت والدین بھی برابر کے شریک ہیں جیسے ایک مسلمان گھرانے کے مسلمان بچے کو والدین کی طرف سے تعلیم قرآن کا اہتمام نہ کرنے میں والدین بھی برابر کے شریک حرم ہو گئے۔ کیونکہ آباء و اجداد اور بچوں کے پرست کو اپنی اولاد کے متعلق

حکم دیا گیا ہے کہ اولاد کی اچھی تربیت، اسلامی احکامات و تعلیمات سے روشناس کرانا ان کی ذمہ داری ہے تاکہ کسی بچے کو یہ شکایت کرنے کا موقع نہ ملے کہ اضعنتی ولیداً فاصعک شیخاً۔ تو نے مجھے بچپن میں ضائع (میرے دینی تعلیم و تربیت کا بندوبست نہ کر کے) کیا میں نے بڑھاپے میں تجھے ضائع کر دیا۔ والدین کے حقوق کی ادائیگی تب ہوگی جب انہوں نے اولاد کی ابتدائی تعلیم و تربیت قرآن اور اس کے ارشادات کی روشنی میں کی ہو جب والدین اس سے غافل رہے تو بڑھاپے میں اولاد کی نافرمانی اور انکو تکلیف پہنچانے کا گلہ کرنا بے محل ہے۔

اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ: شارع علیہ السلام نے ابتدائی تعلیم و تربیت کے بارہ میں واضح ہدایت فرمائی تھی۔

عن علی کرم اللہ وجہہ اذہوا اولادکم علی ثلاث خصال حب لیبکم وحب اہل بیت

وقرۃ القرآن النخ

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ، اپنے نبی کی محبت اس کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی قرات۔

محترم حضرات! خطبہ کے ابتداء میں آیت مبارکہ اور حدیث طیبہ کے ضمن میں عرض ہو رہا تھا کہ والدین کو جب بچے سات سال کی عمر تک پہنچ جائیں، نماز کی تعلیم و تلقین شروع کرنی چاہیے اگر دس سال کی عمر کو پہنچ کر پھر بھی نماز کی طرف راغب نہ ہوں تو معمولی مارنا بھی چاہیے، نماز جو کہ فرمودات نبوی ﷺ کے مطابق انسان کو کفر سے ملانے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے جس شخص نے نماز کی حفاظت کی قیامت کے دن نماز اس کیلئے نور اور اسکے ایمان کی دلیل اور نجات کا ذریعہ ہوگی اور جس فرد نے نماز کی حفاظت اور اس پر مداومت نہ کی، تو نہ اس کیلئے روز قیامت نور ہوگی اور نہ ایمان پر دلیل اور ذریعہ نجات ہوگی اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے صف میں ان کیساتھ ہوگا۔ حضور ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت جو اہم وصیت اور امت کی توجہ جس لازمی اور مکررات و لمحات سے بچانے والے عبادات جن کا تعلق صرف اور صرف اللہ کی ذات باری تعالیٰ سے ہے فرمائی وہ نماز ہی ہے۔ فرمایا

الصلوة وما ملکت ایمانکم "نماز التزام سے پڑھتے رہو اور اپنے زیر دست لوگوں کے حقوق کا خیال رکھو جس آیت کریمہ یعنی وامر اہلک بالصلوة و صطبر علیہا کی تلاوت سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اپنے متعلقین (اولاد اہل خانہ وغیرہ) کو بھی نماز کی تاکید کیا کریں اور خود بھی اس پر دوام کے ساتھ قائم رہیں۔

رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے:

والد گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ مفسر اس آیت کی تفسیر کے موقع پر فرمایا کرتے تھے کہ نماز کی ادائیگی کے حکم پر اگر کوئی تصور کرے کہ اوقات جب نماز کی ادائیگی میں مصروف ہو جائیں تو رزق کھانے کیلئے کیسے ملے گا، اس خالق مالک ذات نے اس غلط تصور کے ازالہ کیلئے فرمایا لا ینسئلک رزقاً بحن نوزقک یعنی ہم تجھ

سے رزق کا سوال نہیں کرتے۔ تمہیں رزق دینے والے ہم ہیں رزق اور اس کے عوامل و اسباب تو حقیقی رازق یعنی اللہ کے دست قدرت میں ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ عبادات و مامورات پر عمل کے ساتھ ساتھ انسان کیلئے اسباب رزق کے جائز و حلال ذرائع و وسائل اختیار کرنے لازمی ہیں۔ اسلام میں کہیں بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر رزق کے ملنے کی ترغیب نہیں۔ اصل مسبب الاسباب اور ہر نعمت کے ملنے کا عقیدہ یہ ہو کہ اس کے دینے والا رب العالمین ہے۔ عادتہ اللہ یہی ہے کہ دنیوی امور میں انسان کے اسباب اختیار کرنے پر نتیجہ اسی پر مرتب فرماتے ہیں۔ ورنہ چرند و پرند اور حیوانات میں تو آپ کا مشاہدہ ہے کہ صبح گھروں، باڑوں، گھونسوں سے نکل کر بغیر کسی مل چلائے، تنگ دو کرنے کے شام کو گھر اور گھونسوں کو اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کے کھولے اور پونے غذا سے بھر رہے ہیں۔

اسی ایک آیت سے مفسرین اور بزرگوں نے نماز کے ہزار ہا فوائد سے ایک یہ فائدہ جس کیلئے وہ درود کی خاک چھانتا ہے یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز کی برکت سے رزق و معاش میں فراخی اللہ تعالیٰ نصیب فرماتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نماز نماز ہو صرف جھکنا، اٹھنا، بیٹھنا نہ ہو بلکہ مکمل خشوع و خضوع۔ ظاہر و باطن رب کائنات سے ہم کلام ہو۔

ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے:

دنیا میں آنے والے تمام بچے فطرت سلیمہ کو ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ والدین یہودی، عیسائی، 'مجوسی' ہندو وغیرہ کیوں نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ کفار کے وہ بچے جو عقل و شعور میں آنے سے پہلے پہلے مر جائیں وہ کافروں کا باپ کی طرح جہنم میں نہیں جائیں گے۔ یہ تو ماں باپ ہوتے ہیں کہ اگر یہودی ہوں تو ان کو یہودیت کی راہ پر لے جا کر یہودی بنادیتے ہیں اگر عیسائی ہیں تو عیسائی، ہندو ہیں تو ہندو۔ اب مسلمان بچے کی ایمانی تربیت کا دور یہاں سے شروع ہو جاتا ہے جب عقل و فہم کے دروازے میں داخل ہونے کی طرف مائل ہو۔ صراطِ مستقیم پر چلانے کے لئے ابتداء سے پہلے زبان و قلب میں خالق کائنات کے عقیدہ و وحدانیت اسی کلمہ توحید کے بولنے اور سمجھنے سے راسخ ہوتا ہے، اسی اہم نقطہ کی وضاحت مرشد اعظم علیہ السلام اپنے ارشاد میں فرماتے ہیں:

جب اولادُ والدین کے خلاف مقدمہ درج کرے گی:

کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یہود انہ او نصرا نہ او مجسانہ (بخاری)

ترجمہ: دنیا میں پیدا ہونے والا ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی بنادیتے ہیں۔ اب اس کا انحصار ماں باپ پر ہے کہ اولاد کو راہ حق پر لگاتے ہیں یا اگر اسی کے اندھیروں کے سپرد کر کے اپنے اور اولاد کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں۔ یہ وہ بنیادی موڑ ہے کہ اگر یہاں سے بچہ کو اپنی فطرت پر چلانے کی کوشش نہ کی گئی جو والدین کی ذمہ داری تھی تو اس کی ذمہ داری اپنے سر پرستوں کے خلاف

گواہی دیں گے کہ یا اللہ ہماری پیدائش تو فطرت سلیمہ پر ہوئی مگر انہوں نے اپنے فرائض سے غافل ہو کر رحمان کی بجائے ہمیں شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ انسان کا ازلی دشمن شیطان تو انسان کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اسے اپنے مکر و فریب میں جلا کرنے کے لئے گمراہی کی ڈورے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ نومولود اکیلے اپنی ناجبھی اور ناجبھی کے بل بوتے پر اس عیار دشمن کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتا۔ اسے شکست دینے میں اہم کردار والدین کا ہے کہ اس کے کچے ذہن میں شیطان کے کفری کلمات و عقائد داخل ہونے سے پہلے اس کی ذہنی نشوونما ایسے کلمات سے شروع کر دے تو اسے اپنے مالک حقیقی اور پالنے والے کا مبارک نام ”اللہ اللہ“ اور لا الہ الا اللہ سکھایا جائے۔ وحدانیت الہی پر مشتمل یہ الفاظ مبارک کہ جب اس کے زبان و ذہن پر ثبت ہو جائیں پھر ابلیس لعین کو اسے راہ حق سے ہٹانا آسان نہ ہوگا۔

چھوٹی عمر میں اولاد کو نماز کی عادت ڈالوانے کی حکمتیں:

آپ کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ کا سات سال عمر میں بچہ کو نماز کا حکم دینا اور دس سال کی عمر میں نہ پڑھنے پر سزا دینے کے فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عمر وہ ہے جس میں انسان پر نماز فرض نہیں مگر جب اسی عمر سے اس عبادت کو والدین کے خوف سے ادا کرتا ہے ابھی اس حد کو نہیں پہنچا کہ خوف خدا کی وجہ سے ادا لگتی کرے اس وقت جو نماز پڑھ رہا ہے وہ نہ اس کا مکلف ہے اور نہ حقیقی نماز کی ادا لگتی ہو رہی ہے۔ یہ مراحل زندگی کے اس عمر میں ہم سب پر گزر رہے ہیں کہ کئی دفعہ والدین کے خوف سے بچہ بلا وضوء نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور نماز ہی کی حالت میں آنکھ کے کونوں سے ماں باپ کو دیکھتا ہے کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہ دیکھے تو شروع کی ہوئی نماز کو ادھوری چھوڑ کر اور کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد کا خلاصہ اس عمر ہی سے بچے کو اس اہم عبادت کا عادی بنانا ہے۔ حضور ﷺ کے سنن اور زیادہ تر نوافل کو گھر میں پڑھنے کے ہزاروں فوائد و حکمت ہیں۔ مگر میرے خیال میں ایک ضروری اہم نکتہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھر کے نابالغ اولاد بھی اپنے بالغ والدین کو دیکھ دیکھ کر اپنی عادت کے مطابق کہ اسکی فطرت میں نقالی ہوتی ہے۔ بار بار حالت نماز میں دیکھ کر وہ بھی والدین کے پاس آ کر اسکی نماز کی نقالی شروع کر دیتے ہیں اور حضرت امام غزالیؒ کے بقول ہر کام پہلے ریا پھر عادت اور آخر کا عبادت سمجھ کر یہ بچہ بلوغ تک اس کا عادی پکا نمازی اور پابندی کرنے والا بن جاتا ہے۔ بزرگوں نے اسی وجہ سے تلقین فرمائی کہ بچہ جب انتہائی کسی کے دور میں نہ ہو کیونکہ یہ عمر مساجد میں اور لوگوں کی عبادت میں غفل کا باعث بنتا ہے، معمولی شعور و ادراک حاصل ہو تو بڑوں کو اپنے چھوٹے کبھی کبھی نمازوں کے اوقات میں مساجد میں بھی اپنے ساتھ لے جانے چاہئیں تاکہ اپنے بڑوں کو اس عبادت کی حالت میں دیکھ کر وہ بھی ان کے اس عمل کی نقالی شروع کر کے نماز کی اہمیت، طور طریقے، انکے اذہان میں بیٹھ جائیں۔ رب کائنات ہمیں ہماری اولاد اور تمام مسلم معاشرہ کو نماز پر قائم و دائم رہنے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین